نام: سدرہ ظفر
LMS: 33185
M T W T F S
DATE: __/__/__

1- دین اور مذہب میں کیا فرق ہے؟ انسانی زندگی میں دین کی اہمیت بیان کریں

جواب

1- تعارف

دین اور مذہب کو عموماً ہم معنی تصور کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ دونوں اصطلاحات یکسر مختلف ہیں۔ جہاں مذہب کا تعلق محض ذاتی زندگی سے ہے، دین ایک انسان، معاشرے اور تمام جہان کا احاطہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین انسانی کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں بے پناہ اہمیت کا حامل ہے۔

2- دین اور مذہب میں فرق

(الف) دین اور اس کے معنی و مفاہیم

دین عربی زبان کا ایک لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی غلبہ، بدلہ، تدبیر، اور قانون کے ہیں۔ لفظ دین کے سارے معنی دراصل اس لفظ کی وسعت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اصطلاح میں دین کا مطلب محض رسومات اور عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات کے ہیں۔ اس ضابطہ حیات میں جہاں مذہبی عقائد و عبادات ہیں تو وہی اجتماعی، سیاسی، معاشی اور بے شمار دوسرے پہلو بھی

شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اسی حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا جاتا ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

یوں اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک دین کی حیثیت رکھتا ہے۔

ب) مذہب اور اس کے معنی و مفاہیم:

مذہب کا لفظ عربی "ذھب" سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی طریقہ کے ہیں۔ کسی بھی عمل کو ایک خاص ڈھنگ سے کرنا مذہب کہلاتا ہے۔ **حیرت انگیز طور پر مذہب کا لفظ اسلام کے لیے کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔** قرآن و حدیث میں کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں اسلام کو مذہب کہہ کر پکارا گیا ہو۔ اسی حقیقت کو ڈاکٹر اسرار احمد نے یوں بیان فرمایا ہے:

"مذہب کا لفظ قرآن اور سنت میں کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔ دین میں مذہب کا مطلب طریقہ سے ہے، مثلاً" حنفی، مالکی اور جعفری مذہب۔ "اسلام" ہمیشہ بحیثیت دین ہی پیش کیا گیا ہے جس میں انسان

کی انفرادی، اجتماعی، اور سیاسی و معاشی زندگی شامل ہیں۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ مذہب کلی وسعت دین کے معاملے میں محدود ہے۔

(ج) <u>دین اور مذہب میں بنیادی فرق</u>

اگر دین اور مذہب میں بنیادی فرق کی بات کی جائے تو وہ ان دونوں اصطلاحات کا دائرہ کار ہی ہے۔ دین کا احاطہ تمام پہلوؤں کو سموئے ہوئے ہے جبکہ مذہب چند عبادتوں اور ان کے صحیح طریقہ کے بارے میں ذکر کرتا ہے۔ قرطبہ یونیورسٹی کے پروفیسر ضمیر احمد خان نے اس کی وضاحت ایک خاکے سے کی ہے۔

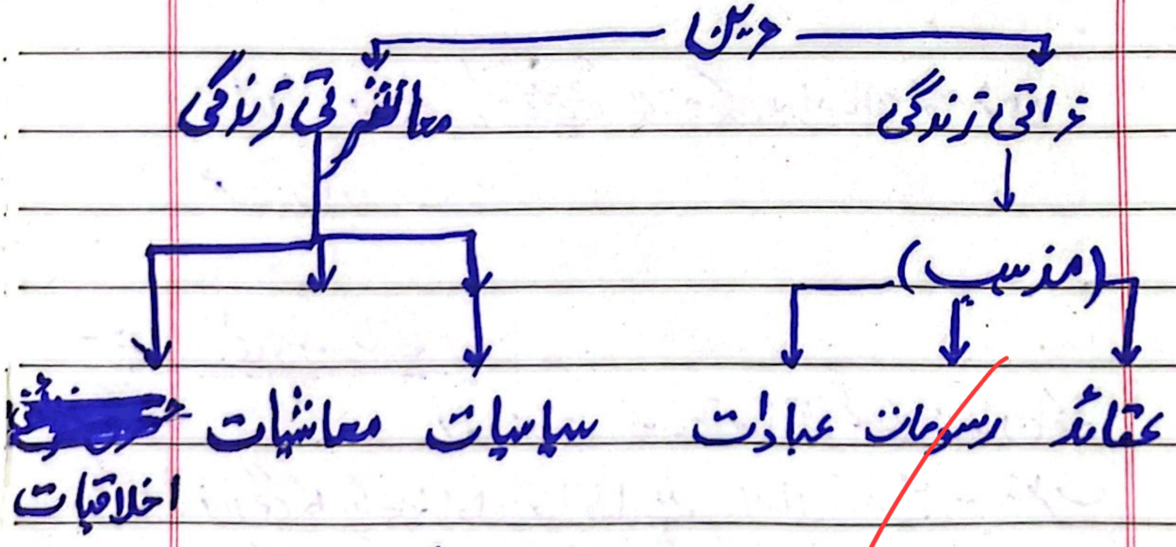

اس خاکے سے یہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ دین ایک کل ہے جبکہ مذہب اس کل کا ایک جزو ہے۔

M T W T F S
DATE: __/__/____

3- انسانی زندگی میں دین کی اہمیت

(الف) انفرادی زندگی میں دین کی اہمیت

1- روحانیت

انسان کی زندگی کا ایک اہم پہلو روحانیت ہے
اس روحانیت کے بغیر انسان کی زندگی ادھوری رہتی ہے۔
درحقیقت، یہ روحانیت ہی انسان کی فطرت کا وہ حصہ ہے
جس پر اس کی تخلیق ہوئی ہے۔

فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا

یعنی (دین ہی) وہ فطرت ہے جس پر اللّٰہ نے انسان کو پیدا کیا

لہٰذا دین ہی وہ روحانیت ہے جس کی ہر انسان کو فطری
طور پر ضرورت ہے۔

2- علمی ضرورت

روحانیت کے ساتھ ساتھ علم بھی انسان کی
زندگی کا ایک بنیادی تقاضا ہے۔ انسان کی متجسس فطرت
اس کو ہمہ حصولِ علم کے لیے مشغولِ عمل رکھتی ہے۔
اور اسی ضرورت کو پورا کرتا دین کی ایک نمایاں خصوصیت
ہے۔ دین اسلام کی کتاب کا پہلا لفظ (وقتِ نزول)
ہی اقرا تھا۔ اقرا کا معنی ہے "پڑھو"۔ لہٰذا انسان
کی علمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دین بے انتہا ضروری ہے۔

(ب) اجتماعی زندگی میں دین کی اہمیت

1- اعلیٰ معاشرتی اصولوں کی تشکیل:

دین اسلام باقی تمام ادیان کی طرح محض بدنی عبادات تک محدود نہیں بلکہ ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اصولوں کا قیام عمل میں لاتا ہے۔ دین اسلام ہی ہے جس کے مساوات، انصاف، اور بے شمار اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار اس کو تمام ادیان سے ممتاز کرتے ہیں (ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس کی کتاب "Key features of Islam" سے ماخوذ) یہ معاشرتی اصول مومنوں کی اجتماعی زندگیوں کو بہترین نمونۂ عمل بناتے ہیں

2- ڈپریشن اور ذہنی بیماریوں کا علاج

دین انسان کی ایک فطری ضرورت ہے اور مادیت پرستی کے دور میں دین سے دوری ہی وہ واحد وجہ ہے کہ دنیا کی 25 کروڑ سے زائد آبادی ذہنی امراض کا شکار ہے۔ تاہم دین ہی وہ واحد شے ہے جو ان تمام مسائل سے نمٹنے کا ایک حل تجویز کرتا ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

"بے شک خدا کی یاد سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے"

لہٰذا دین انسان کے تمام دکھوں کے علاج کے طور پر نمودار ہوتا ہے جس سے عالمگیر مسائل کا حل بھی نکل آتا ہے

M T W T F S   DATE: __/__/__

حصہ 3 - عالمی امن کا قیام

دین اسلام بحیثیت دین آخر نہ صرف انفرادی و اجتماعی بلکہ عالمگیر مسائل کو بھی حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دنیا اس وقت ایک ایسے مرحلے سے گزر رہی ہے جس میں عالمی امن ہی مجموعی ضرورت بن کر سامنے آتا ہے۔ درحقیقت، حامل دین حنیف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں ہی اس ضرورت کو پورا کرنا اور اس مسئلے کا حل شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

اور آپ (محمد) کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا گیا ہے۔

یوں دین اسلام انسان کے مسائل کا ایک جامع حل ہے۔

نتیجہ 4-

دین اور مذہب جو عموماً ایک طرح کی اصطلاحات سمجھی جاتی ہیں، دراصل ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں۔ جہاں دین ایک کل ہے، مذہب کی حیثیت اس کل کے ایک جزو کی سی ہے۔ دین کی یہی وسعت ہی ہے جو اس کو انسان کی زندگی میں بے انتہا اہمیت کا حامل بناتی ہے۔ یہ نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی کو بہتر بناتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی کے مسائل کے لئے بھی موثر حل تجویز کرتا ہے جس سے اس کی عالمگیریت نمایاں ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

M T W T F S (DATE: سولہ ستمبر 2)

عقیدہ رسالت کی وضاحت کریں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کی اہمیت بیان کریں۔

1- تعارف:

عقیدہ رسالت دین اسلام کا ایک بنیادی جزو ہے۔ اس سے مراد نبی پاک کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء پر ایمان اور ان کی بشریت، تعلیمات، اور نمونہ عمل ہونے پہ اعتقاد شامل ہیں۔ عقیدہ رسالت انسان کی انفرادی زندگی میں عجز و انکسار، دلیری، اور مقصدیت پیدا کرتا ہے نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی اس کے موثر اثرات مرتب ہوتے ہیں جن میں مساوات، اتحاد، اور ہم فکری شامل ہیں۔ ان تمام خصوصیات کی وجہ سے ہی عقیدہ رسالت کو بے کراں حیثیت حاصل ہے۔

2- عقیدہ رسالت

(الف) رسالت کا مفہوم

لفظ رسالت دراصل "رسل" سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی پیغام رسانی کے ہیں۔ اصطلاح میں رسول ایک ایسی ہستی کا نام ہے جس کو خدا مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس کا پیغام انسانوں تک پہنچا سکیں۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں آتا ہے:

Scanned with CamScanner

ولکل قوم ھاد

"اور ہر قوم میں ایک ہدایت پہنچانے والا بھیجا"

یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر قوم میں خدا کا پیغام لے جانے والا موجود ہے جس کو رسول کہتے ہیں :

(الف) رسالت پر ایمان کی اہمیت

عقیدہ رسالت دین اسلام کا ایک لازمی حصہ ہے اور اس کے بغیر کسی انسان کا مسلمان ہونا ممکن نہیں۔ درحقیقت کلمہ اسلام ہی عقیدہ رسالت پر ایمان کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ کلمہ توحید کے اقرار سے ہی انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے جو کہ یوں ہے :

"لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ"

خدا کی ذات پر گواہی کے ہمراہ ہی رسالت محمد پر گواہی اس بات کی نشاندہی ہے کہ عقیدہ رسالت کے بغیر ایمان مکمل نہیں۔

(ج) انبیا کی بشریت پر اعتقاد

جہاں انبیا کی رسالت کو تسلیم کیے بغیر ایمان مکمل نہیں وہیں انبیا کی بشریت پر یقین کرنا اور ان کو نعوذ باللہ خدا کا درجہ دینے سے پرہیز کرنا بھی اتنے ہی اہم ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

M T W T F S   DATE: __/__/____

وما ارسلنک الا بشر مثلکم

"اور ہم نے محض تم جیسا ایک انسان ہی تمہاری طرف بھیجا ہے"

سو انبیا کی رسالت کے ساتھ ساتھ ان کی بشریت پر ایمان لانا بھی ایک مسلمان پر لازم ہے۔

(۴) انبیا کی تعلیمات پر عمل:

انبیا پر اپنے اعتقاد رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات پر ایمان اور ان کے مطابق عمل کو بھی عقیدہ رسالت کا ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کا اظہار یوں کیا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی ہی اطاعت کی"

اس طرح انبیا کی تعلیمات پر عمل ہی ہے جو عقیدہ رسالت کا بنیادی جز ہے۔

(۵) انبیا کو نمونہ عمل سمجھنا

حقیقتاً مومن وہی ہے جو نہ صرف جسمانی طور پر انبیا کی عبادات کو زندگی کا حصہ بناتا ہے بلکہ ان کی زندگیوں کو بحیثیت نمونہ عمل دیکھتا ہے۔ قرآن مجید ایسے بے شمار قصوں سے بھرا ہے جن میں انبیا کی زندگیوں کو نمونہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ نبی پاک کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

M T W T F S

DATE: __/__/__

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

"تمہارے نبی کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے"

یوں انبیا کو ہی پیمبر کامل کا درجہ دینا اور دل سے ان کو رول ماڈل (Role model) تسلیم کرنا عقیدہ رسالت کا اہم حصہ ہے۔

3۔ انفرادی زندگی میں عقیدہ رسالت کی اہمیت

(الف) عجز و انکسار:

انبیا وہ انسان کامل ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ چن کر خاص کرتا ہے اور ان کے حوالے بڑا اہم ذمہ داری کرتا ہے۔ جب رسل کی پیروی کے لیے انسان کو بار بار کہا جاتا ہے تو اس سے اس کی ذات میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ یہ عاجزی ہی انسان کو معرفت الٰہی کی ان بلندیوں پر پہنچاتی ہے جس کی تڑپ اس کے دل میں فطری طور پر موجود ہے۔ یوں رسالت پر ایمان انسانیت کی روحانیت پر بذریعہ عجز و انکسار اثر انداز ہوتا ہے۔

(ب) جرأت و بہادری

رسالت پر ایمان انسان کی ذات میں بے پناہ جرأت پیدا کرتا ہے۔ جب انسان کی زندگی میں عمل کرنے کے لیے ایک انسان کامل موجود ہوتا ہے تو وہ اس انسان کو گمراہی کے ہر خوف سے آزاد کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب فرعون کے دربار میں موجود جادوگروں کو

حضرت موسیٰ کی رسالت پر ~~ایمان~~ یقین ہوا تو فرعون کا خوف بھی ان کے دل سے ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جرأت وبہادری ایک مومن کی انفرادی زندگی کا اہم حصہ ہیں۔

(ج) مقصدیت

انبیا محض ایک ذات نہیں ہوتے بلکہ وہ خدائے واحد کا پیغام سینے میں سموئے ہوئے ہیں جو انسان کو گمراہی کے اندھیروں سے مقصدیت کے اجالوں تک لے کر جاتا ہے۔

انبیا انسان کی زندگی کو ایک سمت فراہم کرتے ہیں جس سمت ان کو خدا حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے مرزا غالب ایک شعر میں حضرت محمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

قرآن کا یہ مجسم ہو جانا ہی دراصل عقیدہ رسالت کو بے حد خاص بناتا ہے اور اس پر ایمان رکھنے والے کی زندگی کو یہ ایک مقصدِ عظیم عطا کرتا ہے۔

4۔ عقیدہ رسالت کے اجتماعی زندگی پر اثرات:

(الف) مساوات:

نبی کریم نہ صرف ایک بہترین کامل دین لے کر انسانیت کی طرف آئے بلکہ اس کو عملی طور پر کر کے نسل انسانی کی مساوات کا اعلان بھی کیا۔ یہی ان کے خطبہ حجۃ الوداع سے بھی ظاہر ہے:

M T W T F S   DATE: ___/___/___

"لا فضل العربی علی العجمی"

"کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں"

یہ وہ ارشادات ہیں جو تاقیامت نوعِ انسانی کی مساوات کا اعلان کرتے ہیں۔

(ب) اتحاد:

عقیدہ رسالت پر ایمان رکھنے والے تمام لوگ ایک ڈوری سے آپس میں جڑ جاتے ہیں اور بالآخر ایک ایسی جماعت بن کر سامنے آتے ہیں جس کی مضبوطی بے مثال ہے۔ قرآن میں آیت اخوت کچھ یوں ہے:

انما المومنین اخوۃ

"تمام مومن آپس میں بھائی ہیں"

لہٰذا اتحاد ہی وہ اہم ترین حصول ہے جو عقیدہ رسالت سے انسان اور معاشرے کو حاصل ہوتا ہے۔

ج) ہم فکری:

المومن جب متحد ہو جائیں تو ان کے درمیان ہم فکری پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہم فکری ایک ایسی چیز ہے جو دین اسلام کے غلبہ کے لیے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واعتصموا بحبل اللہ ولا تفرقو

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو"

M T W T F S DATE: / /

نتیجہ:

عقیدہ رسالت، درحقیقت رسولوں کی ذات و صفات، بشریت، پیروی، اور نمونہ عمل پر اعتقاد ہونے کا نام ہے۔ جب انسان عقیدہ رسالت کا حصہ بنتا ہے تو وہ دراصل ایسا مومن بن جاتا ہے جس کا عجز و انکسار، جرات و بہادری، اور مقصدیت بے مثال ہوتے ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ معاشرے پر بھی عقیدہ رسالت کے بے پناہ اثرات مرتب ہیں جن میں مساوات، اتحاد اور ہم فکری نمایاں ہیں۔ یوں عقیدہ رسالت ایمان کا وہ لازم جزو ہے جو انفرادی و اجتماعی، دونوں پہلوؤں پر بہت گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔